سوال

(25)یزید کے بارے میں حدیث نبوی کی وضاحت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

یزید کو عوام گندہ ذہنی سے بچانے کےلیے یہ حدیث (کہ قسطنطنیہ پر جو سب سے پہلی جماعت حملہ کرے گی وہ جنتی ہوگی) کس کتاب میں ہے ؟ اس کا معہ صفحات کے حوالہ دیں ۔ نیز یزید کی اُس جماعت میں کیا پوزیشن تھی ؟ کیا تاریخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے ؟ سائل عبدالخالق رحمانی

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

متعلقہ حدیث بخاری متضمن منقبت یزید بن معایہ (بن ابی سفیان)

(1) قسطنطنیہ پر سب سے پہلی حملہ کرنے والی جماعت نہیں ، بلکہ سب سے پہلی سمندری لڑائی لڑنے والی جماعت ، جس کے مفید مطلب الفاظ یہ ہیں ''نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم استیقظ وہو یضحک ، قالت : فقلت : وما یضحکک یا رسول للہ، قال : ناس من امتی ، عرضوا علی غزاة فی سبیل اللہ ، یرکبون ثبج ہذا البحر ، ملوکا علی الأسرة -ة أو مثل الملوک علی الأسرة ، قالت ام حرام : فقلت : یا رسول اللہ! ادع اللہ أن یجعلنی منہم ، فدعا لہا رسول اللہ ﷺ ، ، (بخاري فی باب الدعاء بالجہاد (کتاب الجہاد 201/3) کتاب الرؤیا (باب الرؤیا بالنہار 8/73) کتاب الأستیذان (باب من زار قوما فقال عندہم 40/7) و مسلم (کتاب الأمارة باب فضل الغزو فی البحر (1912) 3/1518) وابو داؤد (کتاب فضائل الجہاد باب ماجاء فی البحر (1645) 4/178) والترمذي (کتاب فضائل الجہاد باب ماجاء فی البحر (1645) 4/178) والنسائی (کتاب الجہاد باب فضل الجہاد فی البحر 40/6) ''قال العینی : قولہ : ملوکا ، قال ابو عمر : أراد أنہ رأي الغزاة فی البحر علی الأسرة فی الجنة ، ورؤیا الأنبیاء علیہم السلام وحی ، یشہد لہ قولہ تعالی : علی الارائک متکئون ، وبہ جزم ابن بطال ، حیث قال : إنما رآہم ملوکا علی الأسرة فی الجنة فی رؤیا ، وقال القرطبی : یحتمل أن یکون خبرا عن حالہم فی غزوہم ایضا ، ، انتہی (عمدة القاري 535/6).

اس حدیث سے حضرت معاویہ کی منقبت عیاں ہے کیوں کہ سب سے پہلی جماعت (جس میں اُم حرام رضی اللہ عنہا اپنے شوہر عبادة ابن الصامت کے ساتھ گئی تھیں) حضرت عثمان کی خلافت میں حضرت معاویہ کے ساتھ 28ھ یا 27ھ میں جزیرہ قبرس پر حملہ آور ہوئی ۔ عینی 4 84 87 وقسطلانی 5 101-6 230) یہ واقعہ تاریخ کی ہر معتبر کتاب میں موجود ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا ۔

اور قسطنطنیہ پر سب سے پہلے حملہ کرنے والی جماعت کی منقبت و شرف والی حدیث بخاری 3 232 کتاب الجہاد باب قتال الروم میں موجود ہے ، جس کی مفید مطلب الفاظ یہ ہیں : ''ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ» ، فَقُلْتُ : أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ : «لاَ» انتہی .قال : العینی : ''ذکر أن یزید بن معاویة غزا بلاد

الروم حتى قسطنطينة، ومعه جماعات من سادات الصحابة، منهم ابن عمر وابن عباس وابن الزبير وأبو أيوب الانصاري، كانت وفاة أبي أيوب الأنصاري هناك قريبا من سور القسطنطنية ،، وقال صاحب المرآة: ''الأصح أن يزيد ابن معاوية غزا القسطنطينة في سنة اثنتين وخمسين، وقيل سيرة معاوية جيشا مع سفيان عوف الى القسطنطنية فأوغلوا بلاد الروم، وكان في ذلك الجيش ابن عباس وابن عمر وابن الزبير وابو أيوب الأنصاري قال العيني: الأظهر أن هولاء الصحابة في خدمته،، (عيني 649/6).

اور قسطلانی لکھتے ہیں: ''وكان أول من غزا مدينة قيصر يزيد بن معاوية، ومعه جماعة من سادات الصحابة كابن عمر وابن عباس وابن الزبير وأبي أيوب الأنصاري، وتوفي بها سنة اثنتين وخمسين من الهجرة،، انتهى. یہ حدیث منقبت یزید پر صاف دلالت کرتی ہے، چنانچہ مہلب کہتے ہیں: ''في هذا الحديث منقبة لمعاوية، لأنه أول من غزا البحر، ومنقبة لولده يزيد، لأنه أول من غزا مدينة قيصر،، انتهى (قسطلانی 23/6) اس جنگ قسطنطنیہ میں جس میں کبار صحابہ شریک تھے۔ یزید امیر جیش رہا ہو۔ جیسا کہ عام اصحاب سیر لکھتے ہیں یا ماموراور ایک ادنی سپاہی کی حیثیت سے شریک رہا ہو۔ جیسا کہ عینی کی رائے ہے۔ بہر حال اس کی منقبت ثابت ہے کیوں کہ آں حضرت ﷺ نے تمام شرکاء کے حق میں ''مغفورالھم،، فرمایا ہے۔

لیکن یہ استدلال ابن التین وابن المنیر کو، اوران کی تقلید میں عینی کو، اورکہا جاتا ہے کہ قسطلانی کو بھی پسند نہیں ہے۔ چنانچہ قسطلانی لکھتے ہیں: ''وأجيب بأن هذا (يعني ظن أن يزيد بن معاوية داخل في قوله مغفورله) جار على طريق الحمية البنى أمية، ولا يلزم من دخوله في ذلك العموم، أن لا يخرج بدليل خاص، إذ لا خلاف أن قوله عليه السلام: مغفورلهم مشروط بكونه من أهل المغفرة، حتى لو ارتد واحد ممن غزا بعد ذلك، لم يدخل في ذلك العموم اتفاقا، قاله ابن المنير، وقد أطلق بعضهم فيما نقله المولى سعد الدين اللعن على يزيد، لما أنه كفر حين أمر بقتل الحسين واتفقوا على جواز اللعن على من قتله أو أمر به أو أجازه ورضي به، والحق أن رضا يزيد بقتل الحسين واستبشاره بذلك، و: إهانة أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم مما تواتر معناه وإن كان تضاصيلها آحادا، فنحن لا نتوقف في شأنه، بل في إيمانه لعنة الله عليه وعلى أعوانه وأنصاره،، انتهى (هندي 101/5، مصري 30/2).

ابن التین، ابن المنیر، عینی، قسطلانی ان چاروں شراح بخاری کو یہ تسلیم ہے کہ یزید اس جیش میں تھا اور کیوں نہ تسلیم ہو جب کہ تمام کتب سیر ومغازی اس پر متفق ہیں۔ (تاریخ الامم الاسلامیہ للعلامہ الخضری ودیگر کتب تاریخ اسلام)۔

لیکن اس امر میں کلام ہے کہ یزید آں حضرت ﷺ کے ارشاد ''مغفورلھم،، کا مصداق ہے، یہ ان کو مسلم نہیں۔ دلیل عدم تسلیم کی صرف یہ ہے کہ مغفور ہونا مشروط ہے مغفرت کی اہلیت وصلاحیت رکھنے کے ساتھ۔ اس لیے کہ اگر اس جنگ میں شرکت کرنے والوں میں سے کوئی بعد میں مرتد ہوگیا ہو، تو بالاتفاق اس عموم مغفرت میں داخل وشامل نہیں ہوگا۔

لیکن یہ جواب اور دلیل تعقب بالکل مہمل ہے۔ آں حضرت ﷺ نے پوری جماعت پر بلا استثناء احدے ''مغفورلھم،، ہونے کا حکم لگایا ہے۔ اس لیے یزید بھی بلاشبہ اس میں داخل ہے۔ کیوں کہ اُس میں بوجہ اس کے مسلمان، غیر مشرک ہونے کے مغفرت کی اہلیت قطعا موجود تھی۔ خلیفہ ہونے سے پہلے زیادہ سے زیادہ وہ بعض فسقیہ امور کا مرتکب تھا، اور خلافت کے بعد اس کا ثبوت کہ وہ حسب سابق ان امور فسقیہ میں مبتلا وملوث تھا بہت مشکل ہے۔ وہ کبھی مرتد نہیں ہوا۔ اور نہ اس کے حق میں ایمان واسلام سے خارج کرنے والی کوئی چیز ثابت کی جاسکتی ہے۔ (افتر آت وبہتانات قہ سے بحث نہیں) پس ایسی حالت میں ''ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء،، (النساء: 48) کے ہوتے ہوئے اس کے ''مغفورلھم،، کے مصداق ہونے میں تردد کرنا۔ خلاف النصاف ہے۔ ہم یزید کو معصوم نہیں سمجھتے۔ لیکن افتراپردازی کے سخت مخالف ہیں۔ اس سے یقینا غلطیاں سرزد ہوئیں۔ سب سے بڑی غلطی اور گناہ عظیم جنگ حرہ کا برپا کرنا ہے۔ لیکن ان غلطیوں یا کبائر کو مخرج من الملۃ قرار دینا مشکل ہے۔

قسطلانی کا مستدل پر حمایت وعصبیت بنوامیہ کا الزام لگانا ''ان بعض الظن اثم،، (الحجرات: 12) کا مصداق ہے۔ اس لیے اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ باقی رہا کسی غیر معلوم اور مجہول الذات والحال رافضی کا یہ دعوی کہ، یزید قتل حسین سے خوش تھا اور اس نے اہل بیت کی اہانت وتذلیل کی۔ ونیز اسی نے حسین کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس لیے وہ کافر ہے اور کفر پر مرا۔ بنا بریں اس پر لعنت بھیجنا جائز اور مباح ہے۔ کیوں کہ اس بات پر سب لوگ متفق ہیں کہ قاتل حسین اور قتل حسین کا حکم دینے والا اور اس کو جائز سمجھنے والا اور قتل حسین سے خوش ہونے والا سب پر لعنت کرنی جائز ہے۔ سو یہ محض بازاری گپ ہے کسی معتبر روایت سے ہرگز یہ ثابت نہیں کہ یزید نے حضرت حسین کو قتل کروڈالنے کا حکم دیا تھا، یا ان کے قتل کردیئے جانے سے خوش ہوا تھا، یا اس کو جائز سمجھتا تھا، بلکہ تاریخ کی معتبر کتابوں سے خود ان ہر سہ امور کا خلاف ثابت ہے۔ ونیز بالکل غلط ہے کہ حضرت حسین کے قاتل غیر مستحل یا اس کا حکم دینے والے یا اس سے خوش ہونے والے کے کفر اور ان پر لعن وطعن کے جواز پر سب کا اتفاق ہے۔ یہ باتیں محض جھوٹ اور بے بنیاد ہیں۔ تاریخ الخلفاء میں بعض ایسی باتیں موجود ہیں لیکن یہ معلوم ہے کہ سیوطی ''حاطب لیل،، اور جامع رطب ویابس،، اور ''حامل غث وسمین،، ہیں، ونیز یہ باتیں بالکل

بے سند لکھی ہیں۔ اس لیے بھی ان کا کچھ اعتبار نہیں ۔ تعجب ہے ''ملا سعد اللہ،، پر کہ بغیر تنقید کے ایسی بے سروپا باتیں نقل کردیں ۔ ان سے زیادہ تعجب ''قسطلانی،، پر ہے کہ ایسی غیر محقق بات اور خلاف واقعہ امر لکھ کر صرف یہ کہہ کر خاموش ہوگئے : ''ومن یمنع یستدل بأنہ علیہ الصلوۃ والسلام نہی عن لعن المصلین، ومن کان من اہل القبلۃ،، انتہی

درحقیقت اس ٹھوس دلیل کا مجوزین لعن کے پاس کوئی معقول جواب نہیں ہے۔ (مصباح بستی محرم 1371ھ)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 73

محدث فتویٰ